(جسمین خطا بھی داخل ہے) اکتفا و اعتماد نہیں کیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ اسکی عدالت و استقامت کے لئے ایسا قانون دستور العمل رکھی رعایت کرنی و پابند رہنے سے وہ خطا کرنے نہ پاوے اور اسکی کسی کارگذاری مسٹر بکل کی وہ بات صادق نہ آوے) تجویز کر دیا ہے۔

ولیکن کچھ سوچ و تامل کو کام مین لاوین اور ہمارے بیان سابق مین غور فرماوین تو یہ باتین ہرگز نہین جس حالت مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ قانون قدرت بجز قرار داد عقل کوئی چیز نہین۔

اور اس کی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی نہین ہوئی۔ تو پھر قانون قدرت کو متعین بنانا عین عقل کو متعین بنانا ہوا۔ سو بھی محض اُسکی ذاتی و قدرتی قوت و لیاقت کے اعتماد پر بدون اسکے کہ اسکے لئے کوئی دستور العمل مقرر کیا گیا ہو یا اسکے ہاتھ مین کوئی کتاب قانون دی گئی ہو۔

ایسی حالت مین وہ (عقل) کیونکر خطا کرینگی اور اسکی کارروائی پر مسٹر بکل کی بات کیونکر صادق نہ آئیگی **اس بحث** سے جیسا کہ عقل انسانی کا اپنے ہادی کی تعلیم پر دارو مدار ہونیکے لائق نہونا ثابت ہوا (جس سے اُس ٹرپل غلطی جناب کا (جو صفحہ ۸۰ مین تباہی گئی) ثبوت بہم پہنچا) ویسا ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عقل انسانی بدون رہنمائی سچے ہادی کے (جسکو دوسری زبان مین پیغمبر یا نبی کہتے ہین) مرضیات خالق کو پہنچ نہین سکتی اور بمجرد مطالعہ قانون قدرت سے اُن اخلاق پر جو ہادی بتلاگئی ہین مطلع نہین ہو سکتی۔ اس سے

دوسری غلطی جناب (جو پہلی غلطی سے بڑھکر ہے) ثابت ہوئی اور جو آپ نے اسکے خلاف مین تقریر کی ہے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۸۰ منقول ہوئی۔ وہ سب کے سب کافور ہوئی۔ اسلیئے کہ جس حالت مین بحکم بیان سابق قانون قدرت کی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی اور اسکی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی ہوئی نظر نہین آتی تو عقل کا غور کرنا کس چیز مین متصور ہے اور کس چیز کے مطالعہ سے اسکا اخلاق صحیحہ پر

مطلع ہونا ممکن ہے

کاشکے آپ پہلے قانون قدرت کی تشریح کرلیتے یا اسمین کوئی کتاب تصنیف کردیتے۔ یا پہلے کے مولف نسخہ پر نشان دہی کرتے پھر یہہ **دعوی** (کہ بدون رہنمائی ہادی کی مجرد مطالعہ قانون قدرت ہی اخلاق صحیحہ کو اطلاع ممکن ہے اور بعض حکماء کو یہہ حاصل) زبان یا قلم مین لاتے۔ **کما قیل**

ثبت العرش ثم انقش

اور جو آپ نے اس دعوے کی تائید مین ایک یہہ دعوے کیا ہی (جو نمبر سابق مین بصفحہ ۹۷ منقول ہے) کہ بعض حکماء کے متعدد اصول بالکل موافق ومطابق اصول انبیاء کے پائے جاتے ہین یہہ ہرگز ہرگز **مسلم نہین** اور نہ تسلیم کرنیکے لائق ہے۔ جبتک کہ آپ بطور تمثیل ایک دو اصول حکماء مفصل بیان نکرین۔ اور اُن اصول پر بدون سماع تعلیم انبیاء کے حکماء کا مطلع ہونا پھر ان اصول کا اصول انبیاء سے متوافق ہونا مدلل نکردکھائین **ہمارا یہہ خیال ہے** کہ انکی ایک بات بھی اصول انبیاء کے موافق نہین ہے۔ اور اگر کوئی بات موافق نظر آتی ہے۔ تو وہ انبیاء یا انکے اتباع سے سُنی سُنائی ہے۔

جب ہم **امہات اصول انبیاء** مین (جیسے توحید۔ نبوت۔ تعاد) حکماء کا اختلاف دیکھتے ہین تو موافقت کی امید کہان رکھین۔ اور اپنے اس خیال کو کیونکر غیر صحیح سمجھین۔ **ہم اس خیال کو** حکماء سرشار بادہ حکمت (جو واقعہ مین جہل وسفاہت ہی) کی نسبت کیونکر صحیح نہ سمجھین جسحالت مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ جسکو ایک دفعہ اس میکدہ مین گذر ہوتا ہے۔ اور ایک جرعہ اس شراب کا اسکے حلق مین پہنچتا ہے۔ تو وہ ہوش وحواس چھوڑ دیتا ہے۔ اور امہات اصول انبیاء کا مخالف بنجاتا ہے۔ گو دل یا زبان سے وہ انبیاء کا مصدق رہی۔ اور انکے سلسلہ امت مین داخل کہلاوے۔

رئیس فلاسفہ متاخرین شیخ ابو علی ابن سینا کو دیکھو کہ آپ مسلمان کہلاتے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا اقرار کرتے۔ پھر اصول دین محمدی (جیسے حشر اجساد یا علم بالجزئیات) سے

منکر رہے ۔

دورنجائی اپنے ہی گروہ کے جرعہ نوشان جام حکمت کیطرف توجہ فرمای کہ باوجود اعتراف رسالت محمدیہ واعتقاد حقانیت ملت مصطفویہ اصول مذہب اسلام کے مخالف ہین اور وجود ملکہ وتفاصیل حشر جسمانی ووجود دوزخ وبہشت کے منکر۔

یہ سب اسی حکمت کے آثار ونتایج ہین۔ اور مطالعہ قانون قدرت کے فوائد۔

جب ہم ذریات حکمار مین اپنے خیال کو صحیح ومتحقق پاتے ہین تو اسکو ائمہ حکمار کی نسبت کسطرح غلط سمجھ لین اور اسکا خلاف بدون دلیل کیونکر کرین ۔

قال الشیخ احمد بن عبد الحلیم الحرانی المشهور بابن تیمیه الحنبلی فی الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان

قال المتفلسفة ان الافلاك قدیمة ازلیة

ولا یقولون ان الرب خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام ولا خلق الاشیاء بمشیته وقدرته

۴ لین ۔

خصوصًا اس حالت مین کہ اُنکے مقالات وخیالات مخالف اصول اسلام شہرۂ آفاق ہین۔ اور چھوٹے بڑے کتب فلسفہ مین مرقوم اور اوراق طلبار تک معلوم چنانچہ مجملا نقل ان اقوال کی نمبر سابق مین ہو چکی ہے اب کسقدر تفصیل اُنکے بنقل بعض ثقات اسلام قسلم مین آتی ہے ۔

جسکو اس مجمل نقل یا اس تفصیل پر اعتماد نہو۔

وہ کتب فلسفہ کو دیکھے ۔ اور بن دیکھے بے سمجھے رد کیطرف متوجہ نہو جاوے ۔

شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ فرقان مین کہا ہے ۔

فلسفی کہتے ہین کہ آسمان قدیم سے ہین۔ اور ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ کسی خاص وقت مین پیدا نہین ہوئے

اور یہ نہین کہتے کہ اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ اُنمین ہے چھ دن مین پیدا کیا (چنانچہ قرآن مین ذکر ہے)

* اشتہار
ہدیہ رسالہ ہجکا مفرد اشتہار رسائل توحید ذی قعدہ ۹۵ھ مین دیا گیا۔ مدت ہوئی ہے چھپکر فروخت ہو رہا ہے قیمت بارچہ آنہ مجھول ڈاک ایک آنہ۔ طالبین اسکا مطالبہ حافظ ہدایت الدین ساکن لاہور کرچہ کہ ہی گران سے کرین

فلا یعلم الجزئیات

اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اشیا کو قدرت وارادہ سے پیدا کیا ہے۔ اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کو جزئیات کا علم ہے

بل ما ان ینکروا علمہ مطلقا کقول ارسطو اذ یقولون انما یعلم من الامور المتغیرۃ کلیاتھا کما یقولہ ابن سینا۔

بلکہ کیا تو بالکل منکر ہین۔ چنانچہ ارسطو کا قول ہے۔ اور کیا اسطرح قائل کہ اللہ تعالے بدلنے والی چیزونکو کلی طور پر جانتا ہے نہ بوجہ جزئی چنانچہ

ابن سینا کا قول ہے

وحقیقۃ ھذا القول انکار علمہ بھا فان کل موجود فی الخارج فھو معنی جزئی وما الافلاک وکل منھا معنی جزئی وکذلک جمیع الاعیان وصفاتھا وافعالھا فمن لم یعلم الا الکلیات لم یعلم شیئا من الموجودات والکلیات انما توجد کلیات فی الاذھان لا فی الاعیان

اور انکا یہ کہنا بھی درحقیقت علم الٰہی سے کل موجودات کی نسبت انکار کرنا ہے۔ اسلئے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے (افلاک وغیرہ موجودات اور انکی صفات وافعال یہ سب جزئیات ہین

پس جس نے ان جزئیات کو نجانا اُسنے کسی موجود کو نجانا۔ اسلئے کہ کلیات کا تو بدون اذہان عالم مین وجود ہی نہین ہے

والکلام علی ھولاء قد بسط فی موضع اخر فی بحث تعارض العقل والنقل وغیرہ

ان لوگونکے ساتھ ہمارے گفتگو اور مقام مین بتفصیل موجود ہے۔ جہان عقل ونقل کی باہم مخالف ہونے کی بحث ہے

فان کفر ھولاء اعظم من کفر الیھود والنصاری بل ومشرکی العرب اذ جمیع ھولاء یقولون ان اللہ خلق السموات والارض وانہ یخلق المخلوقات بمشیتہ وقدرتہ

ان لوگونکا کفر یہود ونصارے بلکہ مشرکین عرب کے کفر سے بڑھکر ہے کیونکہ وہ سب قائل ہین کہ اللہ تعالے آسمان وزمین کا خالق ہے۔ اور اُسنے مخلوقات کو قدرت وارادہ سے بنایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وارسطو ونحوه من متفلسفة اليونان
كانوا يعبدون الكواكب والاصنام وهم
لا يعرفون الملئكة ولا الانبياء

وليس في كتب ارسطو ذكر شيء من ذلك
وانما غالب علم القوم امور طبيعية واما الالهية
فاكثر كلامهم فيها قليل كثير الخطأ
واليهود والنصارى بعد النسخ والتبديل
اعلم بالالهيات منهم بكثير ولكن متأخروهم
هم كابن سينا ارادوا ان يلفقوا بين
كلام اولئك وبين ما جاءت به الرسل
فاخذوا اشياء من بعض اصول الجهمية والمعتزلة
وركبوا منه ومن قول اولئك مذهبا قد يقرب
الى متفلسفة اهل الملل

وفيه الفساد والتناقض ما قد نبه على بعضه
في غير هذا الموضع

وهؤلاء لما رأوا ان الرسل كموسى وعيسى
ومحمد صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم
قد ظهر في العالم ووجدوا الانبياء قد
ذكروا الملئكة والجن ارادوا ان يجمعوا
بين ذلك وبين قول اساطين اليونان الذين
هم من ابعد الخلق عن معرفة الله وملئكته

اور ارسطو وغیرہ یونان کے فلسفی ستاروں اور
بتوں کو پوجتے - اور نبوت انبیاء و وجود فرشتوں کے
معتقد نہ تھے -

ارسطو کی کسی کتاب میں ان باتوں کا ذکر نہیں
یہ لوگ غالبا امور طبعی کو جانتے الٰہیات میں کم ہوے
ہیں سو بھی بکثرت خطاء
یہود و نصارے نسخ و تحریف کے بعد انسے بڑھکر
الٰہیات میں عالم ہوئے ہیں - ولیکن فلاسفہ کے
متاخرین نے (جیسے ابن سینا) چاہا کہ فلاسفہ اور
انبیاء کی کلام کو باہم ملادیں - پس کچھ مسلمانوں
سے جہمیہ و معتزلہ کے اصول کو لیا اور کچھ اصول
فلسفہ کو اور ان دونوں کو ملا کر ایک مذہب بنا دیا
جسکی طرف مسلمان فلسفی منسوب ہیں

اسمیں جو فساد و باہم اصول کا تناقض ہے وہ
دوسری جگہہ بیان ہو چکا ہے

ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد
(صلوات اللہ و سلامہ علیہم) کی شان عالم میں ظاہر
ہو چکی ہے - اور ان انبیاء کو دیکھا کہ یہ فرشتوں
اور جنوں کو ذکر کرتے ہیں - تو چاہا کہ کلام انبیاء
اور پہلے یونانیوں نحو (جو خدا کے اور اسکے رسولوں
اور کتابوں اور رسولوں کی معرفت سے سارے

واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها
المجردات والمفارقات واصل ذلك
ماخوذ من مفارقة النفس للبدن فسموا
تلك مفارقة لمفارقتها المادة ومجردا
لتجردها عنها واثبتوا الافلاك
لكل فلك نفسا واكثرهم جعلها اعضا
وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات
التي اثبتوها ترجع عند التحقيق الى امور
موجودة في الاذهان لا في الاعيان
كما اثبت اصحاب ارسطو اعدادا
مجردة وكما اثبت افلاطون المثل
المجردة واثبتوا هيولى مجردة عن
الصورة مدة وخلاء
مجردين

جہان کی نسبت دور پڑے ہوئے ہین) باہم ملادیئے
تو انہون نے فرشتونکی جگہہ عقول عشرہ کو ثابت
کیا - جنکو مجردات و مفارقات کہتے ہین مفارق نفس
کو کہتے ہین جو بدن سے جدا ہو (انکے نزدیک)
عقول بدن سے جدا ہین - اسلئے مفارق کہلاتے
ہین - اور ہر ایک آسمان کے لئے ایک ایک نفس
ثابت کیا جنکو اکثر فلسفیون نے عرض (جو کسی
محل مین پایا جاوے اور اُسکی صفت ہے ہو)
ٹہیرایا ہے - اور بعضون نے جوہر (جو کسی محل
مین نہ پایا جاوے بلکہ بذات خود قائم ہو) اور
یہ مجردات تحقیق کرنیسے موجودات ذہنیہ نکلتے
ہین نہ موجودات خارجیہ - چنانچہ ارسطو کے اتباع
نے اعداد مجردہ ثابت کئے ہین - اور افلاطون
نے مثالی چیزین جنکو **مثل افلاطونیہ** کہتے
ہین - اور انہون نے خالی از صورت و خلاء مجرد
بہی ثابت کیا ہے

وقد اعترف حذاقهم بان ذلك
انما يتحقق في الاذهان لا في الاعيان
فلما اراد اولئك المتاخرون منهم
ان يثبتوا امر النبوة على اصولهم
الفاسدة زعموا ان النبوة لها خصائص

اور انہین کے ماہرین نے **اقرار** کرلیا ہے کہ ایسے
امور ذہن مین پائے جاتے ہین - خارج مین متحقق
نہین ہوسکتی - جب ابن سینا وغیرہ متاخرین
فلاسفہ نے اپنے ان اصول پر اثبات نبوت کا
ارادہ کیا تو یہ خیال جمایا کہ نبوت کی تین صفتین ہین

بها فهو نبیٌ	جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو وہ نبی ہے
ان یکون لہ قوۃ علمیۃ یسمونها القوۃ القدسیۃ	(۱) اسمین ایسی قوت علمی ہو جسکے ہونیسے بن سکھائے
ینال بها العلم بلا تعلم	وہ حقائق اشیاء کو جان جائے - اسکو وہ قوت قدسیہ کہتے ہین

مترجم کہتا ہے یہ وہ قوت ہے جسکو ہمارے زمانہ کے فلسفی مسلمان کانشنس کہتے ہین - اور اسکو قانون قدرت کے مطالعہ مین مصروف کرنیسے بدون ہدایت انبیاء کے اخلاق صحیحہ کے دریافت کرنیکے لئے کافی سمجھتے ہین - اور ایسی قوت والوکو بیزلہ پیغمبر قرار دیتے ہین - تھوڑا زمانہ گذریگا تو یہ حضرات بر ملا **پیغمبری کا دعوی** کرینگے - اور خاتم النبیین کی رسالت کو رد لاملا دینگے - سچ ہو جھوٹ تو یہ اپنا کام ابھی سے کر چکے ہین - اور ابطال نبوت کی پٹڑی جما چکے کیونکہ ذالنضر نبوت کی خصوصیت انبیاء سے مٹا دئے ہین - اور اپنے لئے قولاً و فعلاً انکی تجویز کر رہے ہین - **قولاً** تجویز انکی اسی مضمون کانشنس سے (جسکے متعلق بحث ہو رہی ہے) ظاہر ہے اسمضمون کو گو انکے معتقدین بثبت نبوت سمجھتے ہونگے - ولیکن مین اسکو مبطل نبوت خیال کرتا ہون - چنانچہ اسکی دلیل عنقریب قلم مین لاتا ہون **عملاً** یہ کہ تعلیمات نبویہ کو نیچر پر لگا کر ترمیم کر رہے ہین - اور نیچر کی مدد سے نئے نئے اعتقادات و اعمال کی از خود تشریع کرتے ہین اور یہ دونوامر یعنے پہلی شریعت کا نسخ و ترمیم کرنا اور دوسری شریعت کی تشریع پیغمبر ہی کے کام ہین - اب انکی طرف سے فقط دعوی پیغمبری باقی ہے - وہ بھی چند روز مین بشرط انکی امت کے بڑہجانے - اور معارضین کے کم ہو جانیکے ظہور مین آجائیگا میری اس **پیشین گوئی** کو (جو بقرینہ و قیافہ مشاہدہ حال ان حضرات کے ہوئی ہے) ناظرین یاد رکھین - اور آج کی تاریخ کو **نوٹ بک** مین لکھلیں

نحن نحکم بما نشاهد من الظواهر والله یعلم بالضائر والسرائر

(۲) اسمین ایسی قوت خیالی ہو جسکے سبب سے وہ اپنے عقلی معلومات کو ایسا خیال مین لاسکے کہ آنکھ سے دیکھ لے یا کان سے سن لے - جیسے کوئی خواب مین دیکھتا سنتا ہے - اور واقع مین اسکا وجود نہین ہوتا - ان لوگون کی اعتقاد مین مثلاً یہی خیالی صورتین ہین جو انبیاء دیکھتے ہین - اور کلام الٰہی بھی خیالی آوازین ہین جو وہ سنتے -

(۱) ویکون له قوة تخیلیة تخیل ما یعقله فی نفسه بحیث یری فی نفسه صورا ویسمع فی نفسه صوتا کما یراه النائم ویسمعه لا بکون لها وجود فی الخارج وزعموا ان تلك الصور هی ملائکة الله وتلك الاصوات هی کلام الله

مترجم کہتا ہی - آگے چلکر **شیخ** نے ذکر کیا کہ بقول فلاسفہ جبرئیل اس خیال کا نام ہے جو آنحضرتؐ کے دل مین متشکل ہوتا - ہمارے اس زمانہ کے فلسفی (یا نیچری) مسلمان بھی جبرئیل و میکائیل وغیرہ ملائکہ کو اس سے بڑھکر نہین سمجھتے - اور انکے لئے وجود خارجی تجویز نہین کرتے مارچ ۱۸۶۹ء مین ایک دوست ضلع **ہوشیارپور** مین میرے پاس دوسرے دوست کی شکایت لائے اور یہ فرمانے لگے کہ فلانے صاحب یہ کہتے ہین کہ جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس قرآن لیکر آتے - اور ہر ملاپڑ کر سنا جاتے دیکھئے یہ صاحب سمجھدار ہوکر کیسا خیال رکھتے ہین اور حقیقت وحی کو کیا سمجھے بیٹھے ہین مین انکی یہ بات سنکر متعجب ہوا اور یہ سمجھا کہ قرآن مین جہان کہین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے - اسکو یہ لوگ محض خیال و سودائی محال سمجھ رہے ہین اور جو احادیث مین وارد ہے کہ ملائکہ نور سے مخلوق ہین - اور جبرئیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت پر دیکھا - اور کئی بار جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس بصورت انسان متشکل ہوکر آئے - اور عامہ صحابہ کو دکھائی دیئے

یہ سب اُن حضرات کے نزدیک مفتری و موضوع ہے - یا اسی خیال پر محمول - اسلئے سے عزم رد مقالات ان حضرات کا میری دل مین پختہ ہوا اور مافی الضمیر چند سالہ کا اظہار ضروری نظر آیا - مین امید کرتا ہون کہ میرے وہ دوست اس مضمون کو امعان نظر سے دیکھین گے - اور پوری توجہ سے اپنے خیالات کے اصل ماخذ کو معلوم کر جائینگے کہ وہ بجز خیالات فلاسفہ اور کچھ نہین اور انکا ان خیالات مین امام یا استاد بجز افلاطون و ارسطو و بوعلی سینا وغیرہ اور کوئی نہین -

لوگ ان باتونکا موجد و مجدد **انریبل سید احمد خانصاحب** ہی کو آئی سمجھتے ہین - اور اصول مذہب نیچری کو اُنکے مصنوعات و مخلوقات سے خیال کرتے ہین - ولیکن در اصل وہ اس خیال مین غلطی پر ہین - یہ تو فلاسفہ یونان وغیرہ کے پرانے خیالات ہین - یونان سے مترجم ہوکر عربی مین رہے تو عوام مین شائع نہوئے بلکہ خواص عربی خوان انکو جانتے رہے - جب وہ انگریزی وغیرہ زبانون مین ترجمہ ہوکر شائع ہوئے ہین - تو جناب ممدوح انکو عوام مین شائع کرنے لگے ہین - پس حولوگ فلسفہ قدیم سے بیخبر ہین - وہ انکو جناب ممدوح کے مصنوعات سے سمجھتے ہین - اور نئے خیالات جانتے - وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وان یکون لہ قوۃ فعالۃ یاثر بہا فی ھیولی العالم	اور اسمین ایسی قوت موثرہ ہو جسکے سبب سے وہ ہیولی (مادہ) عالم مین تاثیر کرسکے *
وجعلوا الکرامات ومعجزات الانبیاء وخوارق السحرۃ من قوی النفس	انہون نے انبیا کی کرامات و معجزات اور جادوگرونکی خرق عادات کو اسی

* یعنے آگ کو پانی بنا دے اور پانی کو ہوا - ایسا ہی اور چیزون مین تبدیل و تغیر کرے - جبکہ ہیولی طبیعیون کے نزدیک ایک ہے ۱۲

حاشیہ

فاقروا من ذلك بما يوافق اصولهم دون قلب العصا حية ودون انشقاق القمر ونحو ذلك فانهم ينكرون وجوده هنا	قوت کی تاثیر سے ٹھیرا رکھا ہی - اسیوسطے جو خوارق اس جنس* سے ہون - انکو مان لیا ہی - اور جو ایسے نہین - جیسے لاٹھی کو سانپ بنا دیا - یا چاند کو دو ٹکڑے کر دینا - انکو نہین مانا

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ کے مسلمان فلسفیون نے بھی صدور خوارق کا (جنکو وہ برائے نام مانتے ہین) منبع و اصل اسی قوت موثرہ کو ٹھیرایا ہے جسکا نام انہون نے **قوت مقناطیسی** رکھا ہے - لیکن اسکی تاثیر کو اس حد تک نہین مانا کہ وہ حقائق عالم مین تاثیر کرے - اور آگ کو پانی یا پانی کو ہوا بنا دے - بلکہ اسکا اثر بسقدر مانا ہے کہ وہ خیالات خلائق مین موثر ہو جاوے - جو امر صاحب قوت کے خیال میں آوے - وہی دوسرون کے خیال مین وہ ڈالدے - انکے نزدیک سحر ساحر یا معجزہ نبی کی حقیقت اس سے بڑھکر نہین - سحرہ فرعون اور حضرت موسیٰ کا رسیون اور لاٹھیون کو سانپ بنا دینا واقعی نہ تھا - جو کچھ تھا وہ لوگون کی نظرون اور خیالون مین تھا - مضمون ابطال سحر **تہذیب الاخلاق** اس بیان پر شاہد صحیح ہی اور مجمل اشارہ انکار معجزات انبیاء انکے مضمون کانشنس مین بصفحہ (۱۵) سطر (۸) کالم (۲) نیز پایا جاتا ہے -

یہ حضرات ابطال معجزات مین فلاسفہ یونان سے بھی بڑھ گئے - اور انکار خوارق مین انہون نے منکرین کے بھی کان کاٹے **ولیکن منصفین و عقلاء کے نزدیک** یہ انکار انکا بے ٹھکانہ ہے - اور اس مثل کا مصداق کہ **بلیئی سے سیانہ سو دیوانہ**

* یعنے جنکا ہیولے مین باہم اتحاد ہے اور اس اتحاد کے سبب آپس مین انقلاب و تبدل جائز ہے **حاشیہ**

وقد بسطنا الکلام علی ھولاء
فی مواضع وبینا ان کلامھم ھذا
من افسد کلامھم وان ھذا الذی جعلوہ
من خصائص النبی یحصل ما ھو
اعظم منہ لاحاد العامۃ وکل
اتباع الانبیاء

اور ہمنے بہت جگہہ منکرین معجزات پر تفصیل اعتراض کئے ہین - اور بیان کر دیا ہے کہ یہ گفتگو انکی بڑی فاسد و باطل ہے - اور یہ کہ جس امر کو وہ مناط و مدار نبوت ٹھیراتے ہین اور فرائض پیغمبر سے بتلاتے ہین - اس سے بڑھکر انبیاء کی عوام امت اور چھوٹے چھوٹے متبعین مین پائی جاتی ہین -

یعنی فقط انہین تین صفتون یا قوتون (کانشنس - قوت خیالی - قوت موثرہ یا تاثیر) کے انسان مین پائے جانے سے اسکی نبوت ثابت نہین ہوتی - یہ تو چھوٹے چھوٹے لوگون مین پائی جاتی ہین - پھر وہ نبی نہین ہو جاتین - از انجملہ القاء غیبی ہے - جسکو دوسرے زبان مین نفث فی الروع یا وحی یا الہام کہتے ہین اور وہ کبھی و اختیاری نہین ہوتا ہے - اور اسکا ماخذ و مخزن کتاب عقل یا دیوان قدرت نہین ہے - اور اسکا حصول سوچ و تردد و تفکر و تدبر سے نہین ہوتا **اسکی تفصیل** اور اسپر دلیل ہم بحث **اثبات نبوت** مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالے -

مترجم ہمارے نزدیک بھی نبوت و رسالت کی اصل حقیقت یہی ہے جو مصنف نے بیان کی ہے اور ہم بھی اسی کو صحیح سمجھتے ہین

وان الملاءکۃ التی اخبرت بھا الرسل
احیاء ناطقون اعظم مخلوقات اللہ
وھم کثیرون ولا یعلم جنود ربک
الا ھو ولیسوا عشرۃ ولیسوا اعراضا
لا سیما وھولاء یزعمون ان الصادر
الاول ھو العقل الاول عندھم
کل ما سواہ

اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ فرشتے جنکے رسولون نے خبر دی ہے زندہ ہین اور بولنے والے - اور خدا کی جملہ مخلوقات مین سے بہت بڑے - اور وہ شمار مین بہت ہین جنکو خدا ہی جانتا ہے - خالی دس ہی نہین (جیسے فلاسفہ کہتے ہین) اور نہ وہ اعراض ہین خصوصًا جس حالت مین فلاسفہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اشیاء عالم سے جسکا صدور خدا سے

ہوا وہ عقل اول ہے - اسکے سوائے جو کچھ ہے
وہ عقل اول سے صادر ہوا ہے

تعم عندهم رب كل ما سوى الله
وكذلك كل عقل رب كل
ما دونه

وہ عقل اول انکے نزدیک اللہ کے سوا ہی سب چیزون
کی پروردگار و خالق ہے - اسیطرح ہر ایک عقل
دوم سے نہم تک اپنے نیچے کے عقول افلاک
کی پروردگار و خالق - اور عقل ہشتم (جسکو عقل
فعال کہتے ہین فلک قمر (آسمان و زمین) کے
ماتحت کل اشیا کی خالق ہے - اور یہ ایسی
باتین ہین جنکا فساد و بطلان بے اختیار دین
الٰہی سے معلوم ہو رہا ہے - خدا کے سوائے
خواہ فرشتہ ہو خواہ اور کوئی مخلوقات کا خالق
نہین ہے *

والعقل الفعال العاشر رب كل
ما تحت فلك القمر - وهذا مما يعلم
فساده بالاضطرار من دين الرب
فليس احد من الملائكة مبدعا
لكل ما سوى الله

وهؤلاء يزعمون ان العقل الاول
هو العقل المذكور في حديث
يروى ان اول ما خلق الله العقل
فقال له اقبل فاقبل فقال ادبر فادبر
فقال وعزتي ما خلقت اكرم
علي منك فبك آخذ وبك
اعطي ولك الثواب وعليك
العقاب

یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ عقل جسکا ہم اثبات کرتے ہین
وہی ہے جسکا اس حدیث مین ذکر ہے جو مروی ہے
کہ اللہ تعالے نے پہلے عقل کو پیدا کیا پھر اسکو
کہا تو آگے آ - وہ آگے ہوئے پھر کہا پیٹھ پھیر دے
اُس نے پیٹھ پھیر دی - پھر خدا نے کہا مجھے اپنی
عزت کی قسم ہے مینے تجھ سے بڑھکر معزز کوئی چیز
پیدا نہین کی - تیری ہی سبب سے مین لوگون سے مواخذہ
کرونگا - تیرے ہی سبب سے بخشش تیرے ہی سبب سے
جزا دونگا تیرے ہی سبب سے سزا اور اسیکو وہ فلسفی

ویسمونہ ایضا القلم لما روا انہ قد روی ان اول ما خلق اللہ القلم

مسلمان قلم ٹھیراتے ہین - جب وہ بعض احادیث مین یہ ذکر دیکھ پاے کہ جسکو خدا نے پہلے پیدا کیا ہے وہ قلم ہے

والحدیث الذی ذکرہ فی العقل لکن موضوع عند اہل المعرفۃ بالحدیث کما ذکرہ ذلک ابو حاتم البیہقی وابو الحسن الدارقطنی وابن الجوزی وغیرہم ولیس ہو فی شئ من دواوین الحدیث التی یعتمد علیہا

اور یہ حدیث جسکو اُنہون نے ذکر کیا ہے چھوٹی اور وضعی ہے چنانچہ ابو حاتم اور بیہقی اور ابو الحسن دار قطنی نے اور ابن جوزی نے ذکر کیا - اور کسی معتمد کتاب حدیث مین اسکا ذکر نہین ہے

مترجم کہتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ حدیث تو احیاء العلوم مین موجود ہے - اور غزالی جیسے امام نے اس سے استناد کیا ہے پھر موضوع و بے ٹھکانہ کیونکر ہو سکتی ہے - اسلئے کہ احیاء حدیث کی کتاب نہین ہے - اور نہ اسکا مولف امام غزالی حدیث کا امام ہے - اس کتاب مین بہتیری حدیثین وضعی اور بے ٹھکانہ ہین - جنکے سبب سے احیا محدثین کے نزدیک معیوب ہو رہی ہے چنانچہ ناظرین **تخریج عراقی** سے یہ بات مخفی نہین ہے - اور امام غزالی گو علم مکاشفہ و اسرارین ماہر گنے جاتے ہین لیکن علم حدیث مین متساہل ہین - اور یہ کچھ انوکھی بات نہین ہے بہتیرے ایسے امام سلف مین ہوے کہ ایک فن مین امام تھے - دوسرے سے محض بے خبر اسکی تائید ہم خیمہ سفیر ہند مطبوعہ عشرہ عین **ملخص طبقات ذہبی** سے کر چکے - جو چاہے اسکو ملاحظہ مین لائے **علاوہ یہ** کہ امام غزالی نے اس حدیث سے اُس عقل کا اثبات نہین کیا جسکے ثبوت کے فلسفی مدعی ہین یعنی جوہر مفارق مادہ سے بلکہ اس سے انہون نے اس عقل کو سمجھا اور مراد رکھا ہے جو انسان کی صفت ہے اور انسین موجود ہے **قطع نظر** اس سے اس حدیث کے معنے یہ نہین جو فلسفی سمجھے ہین کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا - بلکہ معنی

اسکے یہ ہین کہ جب خدا بتعالے نے عقل کو پیدا کیا تو سب سے پہلے اسکو وہ بات فرمائی جو حدیث مین مذکور ہے اور لفظ اوّل مبتدا ہونے کر مرفوع نہین ہے - بلکہ بنا بر خوفیت منصوب ہے اور لفظ قال کے متعلق اسبات کی تصریح و تشریح شیخ نے خود کی ہے

اس تفصیل سے ہمارے خیال کا صحیح و باموقع ہونا صاف ظاہر ہے اور یہ تفصیل ہماری سند منع کی پوری مقوی ہے - یہ تفصیل سنکر بھی آپ اپنے دعوے سے دست بردار نہوئن اور ہمارے خیال کو بیجا سمجھین تو ہماری منع کو اٹھا دین اور بدلیل بیّن موافقت اصول حکمار کی اصول انبیار سے ثابت کر دکھا دین - بہت نہین تو کسی ایک حکیم سے فقط ایکہی بات کا ثبوت دین - یعنی فقط اعتقاد توحید صفات یا توحید عبادت یا اعتقاد ضرورت نبوت عامہ یا اعتقاد حشر جسمانی کے کسی حکیم کی تعلیم مین نشان ہی کرین اور اسکا صرف عقل و فکر سے ان باتونکا قائل ہونا اور سمجھ جانا مدلل کر دکھا دین

اتنا بھی نہو سکے تو اپنے دل مین آپ ہی انصاف فرما دین اور دعوی بلا دلیل سے (جسکو مہنگا و ہنگی کہتے ہین) دست بردار ہو جاوین

اور جو آپنے بنزلہ دلیل اس دعوی کی یہ تقریر کی ہے کہ "یہ ہمارا اصول نہایت جچا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہے مکلف ہوا ہے - پس جسبات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ عقل انسانی سے خارج نہو ورنہ معلول کا وجود بغیر علت کے لازم آتا ہے جو محال و ممتنع ہے"

اسکا ظاہر مطلب (جو سیاق و سباق مقام سے مفہوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہے تو ضرور ہے کہ جس امر مین وہ مکلف ہوا ہے اُسکی عقل مین خود بخود آجاوے - اور کوئی نہ کوئی افراد انسان سے اسکو بدون تعلیم ہادی کے عقل سے جان سکے - بنا علیہ بعض حکمار کا بدون ہدایت انبیا کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا جائز ہوا - اور جو نتیجہ ہماری کلام کا ہے اُسکا ماننا پڑا -

اور اس تقریر سے اس دعوی کا ثبوت ممکن نہین ہان قلت تدبر و سوء تفکر جناب (جسکو تیسری غلطی کہا جا سکتا ہے) اس ثابت ہو سکتی ہے

جس معنی کر عقل کو آپ نے علت تکلیف سمجھا ہے اس معنی کر وہ علت نہین - اور جس معنی کر وہ علت ہے اسمعنی کر اسکے علت ہونیسے کسی انسان کا بدون رہنمای ہادی کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا لازم نہین آتا - اور نہ اُسکی نفی سے وجود معلول بدون وجود علت لازم آتا ہے -

انسان کا عقل کے سبب سے مکلف ہونا - اور عقل کا علت یا سبب تکلیف ہونا تو مسلم ہے ولیکن اسکے یہ معنے نہین (جو آپ سمجھے ہین) کہ انسان کا جزئیات احکام کو (جن سے وہ مکلف ہے) جان لینا دبادراکات جزئیہ انپہ مطلع ہونا علت تکلیف ہے اسمعنی کر عقل علت تکلیف ہو تو چاہیے کہ جس فرد انسان مین یہ علت پائی جاوے اور جہان اسکا معلول (یعنے انسان کا مکلف ہونا) متحقق ہو وہان اسمعنی کا لحاظ و اعتبار ہو

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر فرد بشر (جو مکلف ہونیکی لائق ہو) جملہ احکام کو (جنمین اسکا مکلف ہونا مسلم یا مجوز ہو) مکلف ہونیسے پہلے جان لے - اور اس جاننے کے پہلے کسی فرد کا کسی امر مین مکلف ہونا متصور نہو اسلئے کہ وجود علت کا وجود معلول سے مقدم ہونا ضروری ہے - یا یون کہئے کہ وجود معلول قبل وجود علت محال ممتنع ہے بنا علیہ خصوصیات نماز (مثلا) رکوع و سجود و قیام و قرءت تب ہی فرض ہون - جب وہ مکلف ہونیسے پہلے ان سب کو عقل سے جان لے اور حج بھی اسی پر فرض ہو - جو قبل فرضیت اسکے ارکان و اجزاء از خود پہچان لے -

وعلی ہذا القیاس

اور اسبات کا اور کوئی مسلمان کب قائل ہوگا آپ خود ہی قائل نہین اور ہر ایک انسان کا اپنی عقل سے جملہ احکام شرعیہ پر (جنکو آپ اخلاق صحیحہ سے تعبیر کرتے ہین) مطلع ہونا تجویز نہین کرتے - بلکہ یہ منصب خاصہ کر حکام کے لئے تجویز فرماتے ہین - اور ایسے لوگون کا ہونا صدیون در صدیون مین شاذ و نادر

بتلاتے ہین -

قطع نظر اس سے (کہ اس معنی کا کوئی قائل نہین) اگر عقل کو انہین معنی کر علت سمجھا گیا ہے تو اسکا علت ہونا (بامعنی) غیر مسلم ہے -

یہی امر قوا دل محل نزاع ہے - اور عین دعوے پہر اسیکا دلیل ہونا کب متصور ہے؟ اور اسکو بلا دلیل مان لینا کب جائز ہے؟ **ہمارے خیال** مین عقل کی علت ہونے کے یہ معنی ہین - کہ انسان عاقل ہونے (یعنے مجنون اور صغیر سن نہونے) کے سبب سے مکلف ہے اور اسکی صفت یا قوت عقل (جو بچہ یا دیوانہ مین نہین ہوتی) سبب یا علت تکلیف ہے

اس معنی کر عقل کی علت ہونے سے کسی امر (متعلق تکلیف) کا قبل ورود شرع عقل مین آجانا ضروری نہین سمجھا جاتا اور نہ اُسکے عدم سے وجود معلول بدون وجود علت لازم آتا ہے - یہ تب ہی لازم آتا - جبکہ کوئی بچے صغیر سن کو مکلف ٹہیراتا - یا مجنون کو مامور و مخاطب باحکام قرار دیتا ولا یقول بہ احد -

خلاصہ کلام لائق فہم عوام یہ کہ عقل کے سبب انسان کے مکلف ہونیکی یہ معنی نہین - کہ قبل ورود شرع وہ عقل سے احکام کو جان سکتا تھا - اسلئے مکلف ہوا (جس سے آپکا دعوے ثابت ہوا اور حکما کا بدون ہدایت انبیاء احکام شرعیہ پر مطلع ہونا جائز نکلے) بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انسان عاقل ہونے اور مجنون نہونے کے سبب مکلف ہوا ہے اور اس سے ایک حکم کا بھی جان لینا قبل ورود شرع لازم نہین آتا اسکا لازمہ تو یہی ہے کہ ہادی کے بتانے سے وہ احکام کو جان جاوے - اور مجنون و صغیر سن تکلیف کا مورد نہو اس بیان سے ثابت ہوا کہ وہ دلیل دعوے جناب کی مثبت نہین - اور اس سے بجز قلت تدبر و سوء تفکر جناب کچھ ثابت نہین ہوتا -

اس دلیل کے ضمن مین آپنے دفع دخل مقدر کیا ہے اور جو آپکے بیان سے بطلان نبوت ظاہر ہوتا تہا اسکی پردہ پوشی کے لئے فرمایا ہے " پس کسی شخص کا بذریعہ اکتساب انکو یا انمین سے بعض کو پالینا نہ منافی ہدایت ہے نہ منافی رسالت اور ان باتون سے

انبیار کی نبوت کی زیادہ تر تقویت ہوتی ہو
اس سے وہ دخل مقدر دفع نہین ہو سکتا -
اور اس عذر ہمرنگ گناہ سے "ہیہات" وسمہ الطبال
نبوت آپکے دامن تقریر سے دور نہین ہوتا
آپکا بیان سن اول الے آخرہ مبطل نبوت ہو
پہر اسکی اصلاح اس دوحرفی معذرت سے
(جسکو طفل تسلی کہا جا سکتا ہے) کسطرح متصور
ہے ۵ ولن یصلح العطار ما افسد الدہر
یہ وہ بات ہو چکا دعا رہم اسکو بین بصفحہ ۱۰۶
کر چکے ہین - اب اسکو بدلائل قطعیہ سچا کر دکھاتے
ہین - پس بگوش ہوش سنا چاہئے کہ
اس دعوے پر ہمارے دلائل تین ہین جو منطوق
یا منہوم کلام جناب ہی سے مستفاد ہین

دلیل اول جو منطوق کلام جناب ہے
اور اسکی صحت و تسلیم مین کیسکو دم مارنے
کی جگہہ نہین یہ ہے کہ آپنے انسان کا
بدون رہنمائی پیغمبر کے اپنی عقل سے احکام
شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ممکن ٹہہرایا
اور اس منصب کو حکما کے لئے ثابت بھی

* ابن صیاد ایک کاہن تہا جسنے آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تہا اکبار آنحضرت اسکے امتحان والزام کو اسکے پاس تشریف لیگئے اور ایک سوال بھی کیا جس مین وہ جواب سے عاجز رہ گیا اسی اثنار مین آنحضرت نے اس سے فرمایا کیا تو میری نبوت کا اقرار کرتا ہے اس نے وہ جواب دیا جو بیان منقول ہوا اشہد انک رسول الامیین - دیکھو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث

کر دیا اور آن حکما کو ہمسر و ہمرتبہ پیغمبر ہونا مان
لیا - اور اسبات کو اپنی کلام کا نتیجہ ہونا
تسلیم کر لیا -
اور یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ بغیر ہدایت
انبیار کی حکما کو ضرورت نہین - اور وہ اخلاق
صحیحہ کے دریافت کرنہین تعلیم انبیار کے
محتاج نہین -
بقول جناب انبیار فقط جاہلون اور احمقون کی
تعلیم و ہدایت کے لئے آئے ہین -
اور محتاج بعثت و ہدایت انبیار وہی جاہل
پس یہ وہی بات ہوئی جو ابن* صیاد
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی تہی
کہ مین اسبات کا اقرار ہی ہون کہ تو نبی ہے
مگر تیری نبوت امیون (جاہلون) کے
لئے مخصوص ہے - ایسی ہی حضرت موسے
علیہ السلام کو کسی حکیم نے سنائی تہی اور
انکی نبوت کو مان کر جاہلون کے لئے
اسکی تخصیص کی - اسمین گو فی الجملہ
اور خاص جاہلون کے لئے ضرورت نبوت کا

قرار ہے - مگر اسکے عموم و شمول کا صاف دعویٰ انکار -

اگر کسیکو یہ شبہ خیجان کرے کہ اگرچہ جناب خان جہاد نے حکماء کو بمنزلہ پیغمبر قرار دیا ہے مگر یہ دو فرق ضرور ہین لگا دئے ہین

اول حکماء کا اپنے علم و وصول مین شبہ ہونا

دوم انکا اپنی باریک اصلاحات پر عامہ کو مطلع نکر سکنا - اور عام ہدایت کے لائق نہونا -

ان دو فرق سے سبب سے انکے حق مین بھی ضرورت انبیاء کا ثبوت ممکن ہے - اور عموم نبوت باقی رہتا ہے تو اسکا **ازالہ** یہ ہے کہ فرق ثانی کا تو اتنا ہی مفاد ہے کہ حکماء آپکے نزدیک عامہ خلائق کے ہادی یا نبی ہونے کے لائق نہین اُنسے انکا اپنی ذات کے لیئے ہادی نہونا اور اپنے سلوک مین دوسرے ہادی کا محتاج ہونا لازم نہین آتا

رہا فرق اول سو اگرچہ اسقدر ضعیف اشارہ کرتا ہے کہ رفع اشتباہ و حصول یقین کے لئے حکماء بھی انبیاء کے محتاج ہین لیکن منطوق اصول جناب جسکو آپنے نہایت اچھا ہوا فرمایا ہے اس اشارہ بیچارہ کا مبطل و مکذب ہے - اسمین آپنے صاف فرمایا ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہوا تو ضرور ہے کہ جسبات پر وہ مکلف ہو وہ فہم انسانی سے خارج نہو جسکا مطلب یہ ہو کہ کسی نہ کسیکا افراد انسان سے بدون تعلیم انبیاء احکام شرعیہ کو جان لینا ضروری ہے

اور جب بمنطوق اس اصول کے بعض حکماء کا احکام شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ضروری ہوا اور عقل انسانی کا (جو علت تکلیف ہے) یہ لازم ذاتی ٹھیرا تو پھر تجویز و امکان عدم اطلاع (جو اشتباہ کا سبب یا مدار یا ملزوم ہے) کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا ایک شے کی ضرورت ایجاب اور امکان سلب مین منافاۃ نہین - اور قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ قضیہ ضروریہ مطلقہ موجبہ کی نقیض نہین؟ اسبات کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جو علم منطق سے فی الجملہ آشنائی رکھتے ہین - عوام کو ہم یہ مطلب نہین سمجھا سکتے ہین کہ آپنے بعد تجویز اشتباہ یہ بھی کہدیا ہے کہ بمقتضاء عقل بعض حکماء کا اخلاق صحیحہ پر مطلع ہونا ایسا ضروری ہے

ہے جسکا ہونا محال ہے پھر کسی حکیم کے مطلع
ہونے مین وجود اشتباہ خود اس شخص کو ہو
جسکا مطلع ہونا بوجہ ضرورت تسلیم کیا گیا
ہے - خواہ کسی دوسرے عاقل کو (جو اس
امر کو ضروری سمجھتا ہے) کسطرح متصور ہے
اشتباہ تب ہوتا جبکہ کسی عاقل کے نزدیک عدم
اطلاع کا بھی احتمال صحیح ہوتا - اسکے تو آپ
قائل نہین پھر قائل اشتباہ کیونکر ہو سکتے
ہین -

معلوم نہین اس قول کے ساتھ اپنے پہلے
قول کو منسوخ کر دیا یا پہلا قول بھولکر کہدیا
یا اپنے دونو قولونکا مطلب نہین سمجھا -
بہرحال اس بچے ہوئے اصول جناب کے
مقابلہ مین ہم اس اشارہ ضعیف کا اعتبار
نہین کرتے اور آپکے اس تلفظ اشتباہ
کو احتمال نسخ یا نسیان یا عدم توجہی پر حمل
کرتے ہین - اور آپکے پر زور دعاوی و دلائل
کے مغلوق سے ہم یقیناً یہ نتیجہ نکالتے ہین
کہ آپ بعض حکماء ناظرین قانون قدرت کو
رہنمائے انبیاء سے مستغنی جانتے ہین -
اور ہدایت انبیاء کی ضرورت خاص جاہلون
اور احمقون کے لئے سمجھے بیٹھے ہین
اور یہ بات آپکی ہمارے اور کافہ مسلمین
کے نزدیک تسلیم نبوت کے مخالف ہے اور
اسکی عموم و شمول کے مبطل

دلیل دوم جو کلام جناب سے مفہوم ہے
اور اسکو وہ لازم یہ ہے کہ اپنے منصب نبوت
کی انبیاء کے لیئے تجویز تو کی دلیکن کبھی تصدیق
دعوے کے حقوق کی تسلیم کی ایسی صورت نکالی
ہے جس سے وہ تصدیق وجود مین نہ آئے
اور اگر بالفرض نام تصدیق وجود مین آوے
تو اسکے حقوق کی تسلیم کبھی ہونے نپاوے
اور یہ امر اگرچہ صورتاً اقرار ہے لیکن
معنیً انکار -

اسکی **مثال** یہ ہے کہ کسی شخص کو چیف کورٹ
کا جج تجویز کرین اور اسکی لیاقت کا ممتحن کسی
چپراسی کو جو نہ فرائض جج کو جانتا ہے نہ
قانون کو پہچانتا ہے بنادین یا کسی ایسے
پلیڈر کو جو دقائق قانون اور پارلیمنٹ کے
فیصلجات پر مطلع نہین اس عہدہ پر مامور
کرین اور ان ممتحنونکو یہ اختیار دیدین
کہ اگر تمھاری سمجھ مین یہ جج اس عہدہ کے

قائل ہو اور اسکے احکام و فیصلجات تمہاری سمجھ کے مطابق ہون تو تم اسکو جج مانتا اور اسکی اطاعت کرنا۔ نہین تو اسکی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لینا اسصورت مین کیا وہ چیرا سی اس جج کے احکام و اصول سے بیخبر ہونیکے سبب سے (حکم من جھل شیئا اعذاہ) اسکا منکر نہوگا؟ اور وہ پلیڈر فی الجملہ قانون دانی کے سبب اسکی جرح کا قائل بھی ہوا تو پھر کیا اپنی متعنی کے نازیبر اسکے فیصلجات کو اپنی کم علمی کے سبب خلاف قانون سمجھکر اسکے فیصلون پر معترض ہوکر اسکی اطاعت سے باہر نہوگا؟

اسطور پر اس جج کا عہدہ بھی پر مامور کرنا کالعدم ہے اور اسکو جج کہنا جج بنیے برابر یہی کام بعینہ آپنے بتجویز نبوت انبیاء مین کیا ہے۔ اور انکی نبوت و اطاعت کا سررشتہ ان لوگونکے ہاتھ مین دیدیا ہے کہ اولا تو وہ اس چیرا سی کیطرح نبی کی نبوت ہی کے قائل نہون اور اگر برائے نام ہون تو پہر اس پلیڈر کیطرح اسکی اطاعت سے خارج رہین۔

جن لوگون کو آپنے انبیاء کی نصیحتون کا مفتی بنایا۔ وہ (بزعم جناب حکماء قسم اول عقلاء سے کیون نہون) اہل سنت کے نزدیک قبل ورود شرع کے اور اک احکام مین انبیاء سے وہ نسبت رکھتے ہین جو چپراسی جنیف کورٹ کے ججون سے نسبت رکھتے ہین۔ اور فرقہ معتزلہ وغیرہ (جو عقل کو حاکم جانتے ہین) بھی انکو اس پلیڈر سے بڑھکر نسبت نہین دے سکتے۔ یہ لوگ گو حسن و قبح عقلی کے قائل ہین ولیکن بقولے ؎ نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن کہ جا ہاسپر باید انداختن بعض احکام کے اور اک سے عقل کو عاجز جانتے ہین اور انکو محض تقلید انبیاء سے مان رہے ہین۔

ہر چند تمام مسلمانون مین ایک آپ ان سب کے خلاف کے مدعی ہین اور قسم اول کے لوگون (حکماء) کو انبیاء سے وہ نسبت دیتے ہین جو جنیف کورٹ کے جج آپسمین نسبت رکھتے ہین۔ ولیکن آپنے اس خلاف پر کوئی دلیل قائم نہین کی۔ مجرد دعاوی سے صفحہ قرطاس کو رونق بخشی ہے۔ لہذا آپکا خلاف

* نیز مرقوم ہوا ہے کہ جو شخص کسی چیز کو نہین جانتا ہے وہ اسکا منکر ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہنوز کالعدم ہے اور باتفاق اہل سلام (سنی - معتزلی - شیعی - خارجی) کوئی شخص انبیا کی نسبت چپراسی یا ایس پلیڈر سے بڑھکر نہین ہے - پھر ایسے لوگ انبیاء کے ممتحن ٹھہرے - اور اُنکی عقل و تمیز جملہ تعلیمات پیغمبر کی کسوٹی مقرر ہوئی - تو انبیاء کی نبوت اور اُنکے حقوق کی تسلیم و اطاعت ہو چکی - ؎

گر ہمین مکتب ست و این ملا * کار طفلان تمام خواہد شد

ان لوگونکے ممتحن ہونے اور اُنکی عقل کے معیار امتحان ہونے کی صورت مین اولا تو اس چپراسی کی طرح کوئی نبوت کا اقراری نہوگا - اور اگر برائے نام ہوا تو ہمیشہ اس پلیڈر کی طرح اطاعت سے خارج و باغی رہیگا -

شق اول یعنے اقراری نہونا تو بہت ظاہر ہے چندان بیان و ثبوت کا محتاج نہین - جو شخص کسی امر سے جاہل ہوگا وہ اُسکو کب مانیگا چپراسی صحت فیصلجات بھی کب قائل ہوگا - اور فن ہندسہ سے ناواقف شکل عروسی یا حمار کا ثبوت کب تسلیم کریگا

اسیطرح منکر رسالت محمدیہ دقائق و اسرار تعلیمات نبویہ کو نماز یا روزہ یا حج مین عقل یا نیچر سے کیا سمجھے گا اور اس سمجھ کے ذریعہ سے نبوت کا کب اقراری ہوگا؟ بلکہ اگر اسکو ممتحن قرار دیا جاوے اور اسکے عقل و فہم کو ان تعلیمات اور اُنکے معلم کی صداقت کا معیار بنایا جاوے تو وہ پورے انکار ہوگا - اور اپنے منصب حکومت کے بھروسے اسی سے ابطال نبوت کریگا - نماز مین وہ یہ کہیگا کہ اسکے افعال خصوصاً سجدہ نیچر کے خلاف ہے اسلیئے کہ اسمین سر کو نیچے اور مقعد کو اوپر کیا جاتا ہے - اور معدہ کا کھانا منہ کیطرف آتا ہے اور بدن کا خون سر اور اُنھون کیطرف متوجہ ہوتا ہے جسمین کئی امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے

اور روزہ مین یہ کہیگا کہ دن بھر کے فاقہ سے خون خشک ہو جاتا ہے اور رطوبتین سلب اور اعضاء کی غذا کا انقطاع - جس سے انسان کی جسمانی و عقلی کمالات مین نقصان کا احتمال ہے

باقی نمبر آئندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(۱۳۶)

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر چہارم (بابت ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ مطابق اپریل ۱۸۷۹ء) جلد دوم

جسمیں بعض اصول جواب اس کا حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کا نانوتوی ہے۔ اور بطفیل جناب محمد فرح اصل اصول نہیں بیچے ہیں بیچے ہیں بغرض

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ رسالہ نہ ہی مسائل مین ہی ملکی یا قومی باتون کی تحسین یا تقبیح غرض نہین (۲) مہینہ مین ایکبار چھپتا ہی اور ہر مہینہ کی آخیر مین تقسیم ہوتا ہی (۳) جسقدر روپیہ اسکے عوض مین وصول ہوتا ہی وہ کسی خاص شخص کا ملک نہین ہوتا۔ اسی سے اسکے مصارف اجرا رہین صرف ہوتا ہی (۴) جو کچھ اسکے عوض مین کوئی دیتا ہی وہ بطور قیمت کے نہین ہوتا۔ بلکہ بطور معاونت دین و بغرض اشاعت سنت سید المرسلین۔ یعنی وہ جو کہ بعضے صاحب اس وجہ سے رسالہ کے عوض مین تین روپیہ یا ہوا رہی دیتے ہین بعضے دو روپیہ۔ اور اکثر ایکروپیہ۔ اور عام خریدار آٹھ آنہ ماہوار دیتے ہین۔ اور بہت لوگ مفت طلب لیتے ہین (۵) جو لوگ ایکروپیہ سے زیادہ دیتے ہین۔ وہ اس رسالہ اور انجمن اشاعۃ السنہ کے مقرر کئے جاتے ہین۔ انکو اس رسالہ کے جملہ امور کے متعلق الکلون کلہ اسی وجہ سے دخل و خرچ حساب لینے کا استحقاق ہی۔ اور جسقدر چاہین طباعت دے سکتے ہین۔ اور جسکو چاہین طباعت دے سکتے ہین (۶) سفارشی کو کچھ نہین ملتا ہی جو معاونت زر کی استطاعت نہین رکھتے وہ اور اسکی اشاعت و ترویج کی معاونت کرتے ہین اور پڑھنے اور سمجھنے کی لیاقت بھی رکھتے ہین (۷) اس رسالہ کو جلد تصنیف بتحریر۔ طبع تقسیم حساب کتاب کا بہت اہتمام الحرف کے ذمہ ہی۔ اور بعض امور مین جیسے طالبہ و دیگر امور متعلقہ کے چند مین منشی عبد العزیز صاحب کا مکان ہی سکڑہ کہنیان بھی میرے متعلق ہی اور دنیا کے تمام اسباب مین جو خط و کتابت ارسال کیا جاوے منشی عبد العزیز صاحب کا نام لکھا جاوے۔ کیونکہ وہ اہتمام سب کا منشی عبد العزیز صاحب کو مفوض ہی (۸) جو صاحب بزر چندہ سال کرین گے وہ کسی شمارہ مین کا پہلے ہون تو دیدینگے ورنہ شمارہ سیاہ کیا جاویگا۔ بجنسہٖ روانہ کرین۔ جہان کسی صاحب موجود ہون وہان بلکر ماہ بماہ پہنچا دین۔ ہاں شمارہ پیشگی ادا دے فرا دین۔ بذریعہ آرڈر ہیڈ ڈاگرونٹ بائیٹ وہ آوے ہون تو بذریعہ رجسٹری (۹) نہ (۷۷) و (۷۸) کہ پرچہ کمیاب ہی بلکہ نایاب اگر کسیکو بھیجا جاتے ہین تو لوگون سے خریدنا مشکل ہی بہم پہونچا کر اسلئے انکی قیمت ہر مہینہ کے پرچہ کے عوض مین ایکروپیہ ماہوار سے کم نہین لیجاتی پس جو شمارہ ۷۷ و ۷۸ کے پورے

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

یہی مضمون آپکے کئی رسائل و تصنیفات مین مرقوم ہے اور اگر آپ کہین احوال برزخ و حشر مین ایسی تقریرات بھی لالی ہین - جنسے حشر روحانی مفہوم ہو - یا غیر مُلائم کا وجود خیالی یا عقلی ثابت ہو تو وہ اُن لوگونکو سمجھانے کے لئے جو انبیا کے منکر ہین - اور اُنکی ایسی باتونکو جو عقل مین نہ آوین تسلیم نہین کرتے **ان تقریرات** مین **امام غزالی** رحمہ نے اپنا عندیہ ظاہر نہین کیا اور نہ مسلمانونکا اعتقاد بتلایا ہے بلکہ منکرونکو یہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی اُن امور کی اصلی حقائق کو نہ مانے - اور اپنی نافہمی سے اُنکو خلاف عقل و محال جانے تو اسی عقلی خیالی وجود سے مان لے - اور اسطور پر اسکا امکان تجویز کرکے تکذیب سے باز آوے - یہان چند فقرات اُنکی متعدد تصنیفات کے بطور شہادت پیش کئی جاتے ہین

امام غزالی نے احیا مین کہا ہے

قال الغزالی فی الاصل الاول من الرکن الرابع من الفصل الثالث من کتاب قواعد العقائد من الاحیا الحشر والنشر قد ورد بھما الشرع وھو حق والتصدیق بھما واجب - لانہ العقل یحکم بامکانہ لان الاعادۃ بعد الافناء امر مقدور للہ تعالی کالابتداء لا فرق بینھما عقلا قال اللہ تعالی قال من یحیی العظام وھی رمیم ۵ قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ - فاستدل بالابتداء علی الاعادۃ

حشر و نشر شرع مین آچکا ہے - اور وہ حق ہے اور اُسکا ماننا واجب - کیونکہ بحکم عقل ممکن ہے - اسکے سڑنے فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنا ہے - سو اللہ کی قدرت مین ہے - جیسے پہلی بار پیدا کرنا - چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انسان منکر کہتا ہے کہ جب ہڈیان کھوکھری ہو جاوینگی تو اُنکو زندہ کون کریگا تو اسکے جواب مین اے رسول (صلعم) یہ کہدے کہ اُنکو وہ زندہ کریگا - جس نے پہلی بار پیدا کیا - سو خدا نے دوبارہ پیدا کرنے پر پہلے پیدا کرنے

وقال فی الباب السابع من کتاب ذم الکبر
وما بعدہ من الاحیاء اعلم ان للناس
فی حقیقۃ الموت ظنون کاذبۃ قد اخطأوا
فیھا۔ فظن بعضھم ان الموت ھو العدم فانہ
لا حشر ولا نشر ولا عاقبۃ للخیر والشر ان
موت الانسان کموت البھائم وجفاف
النبات وھذا رای الملحدین وکل من
لا یؤمن باللہ والیوم الاخر۔ وظن قوم
انہ یعدم بالموت فی الحال ثم یعاقب
ولا یتنعم بثواب او عذاب فی القبر الی ان یعاد
فی وقت الحشر وقال الاخرون ان الروح
باقیۃ لا تعدم وانما الثواب والعقاب
ھو الارواح دون الاجساد وان الاجساد
لا تبعث ولا تحشر اصلا وکل ھذہ
ظنون فاسدۃ ومائلۃ عن الحق۔
بل الذی تشھد لہ طرق الاعتبار
وتطوبہ الایات والاخبار ان الموت
معناہ تغیر حال فقط وان الروح باقیۃ
بعد مفارقۃ الجسد

کو دلیل ٹھہرایا
اور امام غزالی نے احیا میں دوسری جگہ فرمایا ہے
تو جان لے کہ موت کی حقیقت میں لوگوں کے کئی
جھوٹے خیال ہیں۔ جنمیں وہ جو گئے ہیں۔ بعضوں کا یہ
خیال ہے کہ موت ایک نابودگی ہے۔ اور کوئی حشر
ونشر نہیں ہے اور نہ نیکی وبدی کا کوئی انجام ہے
انسان کی موت ایسی ہے جیسی حیوان کا مرجانا۔
یا بوٹی کا خشک ہوجانا۔ اور یہ ملحدوں کی رائے ہے
اور اُن لوگوں کی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے
اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ موت سے انسان نابود
ہوجاتا ہے۔ اور جبتک قبر میں ہے کچھ لذت و
عذاب نہیں پاتا۔ یہانتک کہ وقت حشر اسکا اعادہ ہو
(مترجم کہتا ہے یہ معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کی
رائے ہے) اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ روح باقی
ہے۔ موت سے نابود نہیں ہوتی اور ثواب عذاب
بھی نہیں ارواح کو ہوتا ہے۔ نہ اجسام کو۔ اور اجسام
اُٹھائے نہ جاوینگے۔ اور نہ جمع ہونگے اور یہ سب
جھوٹے خیالات ہیں۔ اور حق سے پھرے ہوئے اور
اعتقاد حق جسپر غور وفکر شاہد ہے۔ اور قرآن و حدیث
ناطق۔ یہ ہے۔ کہ موت سے مراد فقط ایک حالت کا
بدل جانا ہے اور روح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے

اما معذبة واما منعمة الى ان قال ثم
يعلان يعاد الروح الى الجسد في القابر
ثم ذكر ما ورد في السنة في سياق عذاب القبر
من الحيات والعقارب وغيرها ثم قال
فامثال هذه الاخبار بالفاظها الصحيحة
واسرارها الخفية وكيفما اعتبرت بالبصائر والبصيرة
لم تنكشف ارحقائقها فلا ينبغي ان يتكلم فيها
بل اقل درجات الايمان التصديق
والتسليم

فان قلت فمن تشاهد الكافر في قبره
مدة ونراقبه ولا نشاهد شيئا من
ذلك فما وجه التصديق على خلاف المشاهدة

فاعلم ان لك ثلاث مقامات
في التصديق نمثال هذا
احدها وهو اظهرها واهمها ان تسلم
تصدق وبانها موجودة وهي تدفع الميت
ولكنك لا تشاهد ذلك فان هذه
العين لا تصلح لمشاهدة الا امور الملكوتية
وكل ما يتعلق بالاخرة فهو من علم الملكوت
الصحابة رضي الله عنهم كيف كانوا يرون منزول
جبرئيل وما كانوا يشاهدونه ويرون بانه عليه السلام

عذاب میں یا نعمت میں - اور روح کا جسم کیطرف پھیرنا
قبر میں بعید نہیں
پھر غزالی نے اسکا ذکر کیا جو حدیث میں آیا ہے
کہ قبر میں سانپ اوزبچھو ہونگے - پھر کہا
ایسی احادیث کے ظاہری معنی صحیح ہیں - اور انکی اسرار
خفی ہیں سو جہاں بصیرت پر منکشف ہیں جہاں انکی
حقائق نہ کھلیں انکو یہ نہ چاہیئے کہ ظاہر کو نہ مانے
بلکہ ادنے درجہ ایمان یہ ہے کہ انکو صحیح جانے
اور مان لے -

اور اگر تو اعتراض کرے کہ ہم تو بیحد کافر کو
قبر میں دیکھتے رہتے ہیں - اور وہاں کوئی سانپ
بچھو نہیں پاتے تو ہم انکو خلاف مشاہدہ کیونکر مان
لیں - تو اسکی جواب میں) یہ سمجھ لے
کہ انکی تصدیق و تسلیم کے تین مقام ہیں
مقام اول جو بہت ظاہر ہے اور بہت مہیم اور بہت
سالم یہ کہ تو اسبات کو مان لے کہ وہاں سانپ بچھو
موجود ہیں لیکن تجھے نظر نہیں آتے - اسلئے
کہ یہ آنکھیں امور آخرت کے مشاہدہ کے لائق
نہیں ہیں کیا تجھے یہ علم نہیں کہ جبرئیل کا آنحضرت
صلعم کے پاس آنا اصحاب نہ دیکھتے اور مان لیتے
کہ آنحضرت انکو دیکھ رہے ہیں

فان کنت لا تؤمن بهذا فصحیح لصل
الایمان بالملائکة والوحی اهم
علیك

پس اگر تو ایسی باتو نکو نہیں مانتا تو تجھے ایمان کی
جڑ (اعتقاد وجود ملئکہ و نزول وحی) کا درست کرنا اور
جاننا بہت ضروری ہے

وان کنت امنت به فجوزت ان یشاهد
النبی مالا تشاهده الامة فکیف لا تجوز هذا
فی المیت

اور اگر تجھے وحی کے آنے پر ایمان ہو اور تو اسبات
کو ممکن سمجھتا ہے کہ ایک پیغمبر (یعنے جبرئیل) کو آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں اور تو نہ دیکھے تو پھر میت کے
عذاب میں اسبات کو کیوں نہیں سمجھتا اور تجویز نہیں کرتا

وکما ان الملك لا یشبه الآدمیین والحیوانات
فالحیات والعقارب التی تلدغ فی القبر
لیست من جنس حیات عالمنا

کہ جیسے فرشتہ انسانوں اور حیوانات کا ہمشکل نہیں
ویسے ہی سانپ اور بچھو جو میت کو ڈستی ہیں
اس عالم کے سانپوں کے ہمجنس نہیں

بل هی جنس اخر وتدرك بحاسة اخری

بلکہ وہ اور ہی جنس ہیں جو اور ہی آنکھ سے نظر آتی ہیں

ثم ذکر المقام الثانی الذی یبین فیه الوجود
الخیالی للحیات والعقاب

پھر مقام ثانی کو ذکر کیا جسمیں وجود خیالی سانپ
بچھو کا بیان فرمایا

وبعده المقام الثالث الذی یجوز فیه الوجود
العقلی او الشبهی لها

اسکی بعد **مقام ثالث** کو ذکر کیا جسمیں انکے وجود
عقلی یا شبہی کو تجویز کیا

وذلك لافهام المنکرین المکذبین
للمرسلین کما شهد بمصدر کلامه
الذی نقلناه

یہ ان لوگوں کے سمجھانے کو جو نبوت کے منکر ہیں اور
انبیاء کی ان باتو نکو (جو عقل میں نہ آویں)
مکذب۔ چنانچہ صدر کلام جناب جو ہمنے نقل کیا ہے
اسپر شاہد ناطق ہے

ثم فصل ما ورد فی الکتاب والسنة من اللذات
الجسمانیة والکلام الجسدانیة فی الجنة والنار

پھر امام غزالی نے ان لذات و آلام
جسمانی کو مفصل بیان کیا۔ جو بہشت و دوزخ

من الخمر والخصور والانہار والثمار و
السلاسل والاغلال ونحوها

وقال فی کتاب الفیصل للتفرقۃ بین الاسلام
والزندقۃ بعد ما بین المراتب الخمسۃ الوجود
الاشیاء ومدلول الفاظها الدالۃ علیہ
من الوجود الذاتی والحسی والخیالی والعقلی والشبہی
وذکر قانون التاویل الذی یعصم صاحبہ
عن التکفیر وهذا هو المأخذ لما قالہ
المولوی مهدی علی فی الحصون المتوفی
ثمانین من تهذیب الاخلاق ووقع منکم
فی الحصون الثانی والثمانین التسلیم لہ
والوفاق معہ من الناس من یبادر الی
التاویل بغلبات الظنون من غیر برهان قاطع
ولا ینبغی ان یبادر ایضا الی تکفیرہ فی کل
مقام - بل ینظر فیہ فان کان فی امر لا یتعلق
باصول الدین ومهماتہ فلا یکفر کالتاویل
فی کواکب ابراهیم التی راها بانها جواهر
ونعلی موسی وعصاہ وعجل السامری
وما یتعلق من هذا الجنس باصول
العقائد المهمۃ فیجب تکفیر
من یغیر ظاهرہ بغیر برهان

مین ہونیوالی ہین اور کتاب وسنت مین وارد
جیسے حور وقصور اور نہرین اور پہل اور زنجبیل اور طوق
اور امام غزالی نے کتاب **فیصل للتفرقہ بین**
الاسلام والزندقہ مین (بعد بیان مراتب
خمسہ وجود اشیاء ومدلولات الفاظ کے جس سے مراد
وجود ذاتی - اور حسی اور خیالی - اور عقلی اور شبہی
ہے اور بعد ذکر قانون تاویل کے جس سے تاویل
کنندہ کفر کی طرف منسوب ہونیسے بچ جاتا ہے - اور
یہی بیان غزالی کا مولوی **مہدی علی** صاحب
کے مضمون نمبر انہتر کا (جسکو آپنے نمبر بیاسی مین
تسلیم کیا ہے) اصل وماخذ ہے) باین الفاظ فرمایا ہے
بعضے لوگ بدون دلیل قطعی محض خیالات سے تاویل
کیطرف دوڑ پڑتے ہین (یعنی یہ ہرگز نہ چاہیئے)
اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ ہر ایک تاویل کنندہ کی تکفیر
پر مبادرت کرین - بلکہ (یہ چاہیئے کہ) انکی تاویل
کے محل کو دیکھین - اگر وہ ایسے امر مین ہے جو اصول
ومقاصد دین کے متعلق نہین ہے جیسے ابراہیم ع
کے ستارون مین یہ تاویل کہ وہ جواہر ہین یا موسی
کی جوتیون اور لکڑی مین یا سامری کے بچھڑے
کی تاویل - تو اسکی مرتکب کو کافر نہین - اور
اگر وہ تاویل ایسے امر مین ہے جو اصول دین

قاطم کالذی ینکر حشر الاجساد و
ینکر العقوبات الحسیۃ فی الآخرۃ
نظنون واوھام واستبعادات
من غیر برھان وکذلک یکفر
من ینفی علم الجزئیات عن اللہ تعا

اور اہم عقائد سے ہے تو اسکے مرتکب کی (جو بلا دلیل
قطعی ظاہر نص کو بدلا دے) تکفیر واجب ہے۔ جیسے
منکرین حشر اجساد و منکرین جسمی عقوبات قیامت ہین جو
مجرد اوہام و خیالات سے انکار کرتے ہین۔ اور بلا
دلیل اسکو بعید سمجھتے ہین ایسا ہی انکی تکفیر واجب ہے
جو خدا تعالے کا جزئیات سے علم مٹاتے ہین۔ اور

قائلین بانہ لما کان صلاح الخلق
فی ان یعتقد واحشر الاجساد لقصور
فھمھم عن درک المعاد الکلی وکان صلاحھم
فی ان یعتقد وان اللہ عالم بجمیع
علیھم ورقیب علیھم لیورث ذلک
رغبۃ ورھبۃ جاز للرسول ان
یفھمھم ذلک ولیس بکاذب من
اصلح غیرہ کما قال ما فیہ صلاح دین الکذب حمد فالہ

اس انکار و استبعاد پر انبیا کیطرف سے یہ عذر پیش
کرتے ہین کہ حشر کلی روحانی کے سمجھنے کا لوگو نکو
مادہ نہ تھا۔ اور اعتقاد حشر جسمانی مین انکا فائدہ
اسیطرح انکی اس اعتقاد مین (کہ دنیا مین جو ہو
رہا ہے سب خدا جانتا ہے اور وہ ہر ایک کے حال پر
مطلع ہے) انکی اصلاح و ہدایت تھی۔ اور سبب
وجوہ خوف و رغبت اسلئے رسول کو ان باتو نکا کہنا
جائز ہو گو واقع مین ان باتو نکا وجود نہین۔ اور کہتے
ہین کہ جن باتو نکی بیان مین لوگو نکا فائدہ ہو بحکم
(اور وضع مصلحت آمیز ہ) انکا بیان کرنے والا
جھوٹا نہین (غزالی کہتا ہے) یہ قول انکا یقیناً
باطل ہے۔ اسمین انہون نے پہلے بیسو نکو جھوٹا
بنایا۔ پھر سنکے جھوٹ بولنے کا سبب بتلایا اس
کمینہ پن سے منصب نبوت کا برتر سمجھنا واجب ہے

وھذا القول باطل قطعا لانہ تصریح
بالتکذیب ثم طلب عذر فی انہ
لم کذب ویجب اجلال منصب النبوۃ
من ھذہ الرذیلۃ قلت وقد صنف
الغزالی الرسالۃ

مین مترجم کہتا ہون کہ امام غزالی نے ایک

القدسیہ فی العقائد الدینیہ

وقسمها علی اربعة ارکان وجعل الرکن الرابع منها فی السمعیات واثبت فیه الحشر الجسمانی وعذاب القبر وسوال منکر ونکیر والمیزان والصراط وخلق الجنة وصنف رسالة اخری سماها المضنون به علی غیر اهله واثبت فیها اعادة الروح الی الجسد ودفع مقالة من استبعدها واثبت فیها اللذات المحسوسة المرغوبة فی الجنة وابطل قول من انکرها وصنف رسالة اخری سماها **الاقتصاد فی الاعتقاد** وجعل الرابعة قطب اثبت فی القطب الرابع الحشر والنشر والجنة والنار وعذاب القبر وقد رأیت هذه الرسائل کلها یعنی هاذین ووجدت فیها ما نقلت ههنا بل اکثر وقد اشتهر عن الغزالی القول بالحشر الجسمانی غایة الاشتهار بحیث یعرفه کل احد من العلماء الصغار والکبار وان عوفی ذلک علی العوام لا عبرة لهم فانهم کالانعام

قال العلامة التفتازانی فی شرح المقاصد

رسالہ **قدسیہ** تصنیف کیا ہے جسکو چار ارکان پر تقسیم کیا۔ انمین سے ایک رکن ان باتوں کے بیان کے لئے مقرر کیا۔ انکا بیان شرع سے سنا گیا ہے۔ اسمین حشر و عذاب وغیرہ چیزوں کو اثبات کیا ہے جسکو منکرین نے بعید سمجھ رکھا ہے۔

اور ایک رسالہ اور تصنیف کیا ہے جسکا نام **مضنون به علی غیر اہلہ** رکھا ہے۔ اسمین روح کا جسم کیطرف پھیرنا ثابت کیا ہے اور اسکو بعید سمجھنے والے کی بات کو رد کیا ہے۔ اور لذات محسوسہ بہشت کو ثابت کیا ہے اور قول منکرین کو باطل ایک رسالہ آپنے اور بنایا جسکا نام **اقتصاد فی الاعتقاد** تجویز فرمایا۔ اسکے چار قطب مقرر کئے انمین سے رابع مین حشر و نشر۔ دوزخ و بہشت وغیرہ امور بخوبی ثابت کئے ہین میں اپنی ان آنکھون سے ان رسائل کو مطالعہ کیا ہے اور۔ جو کچھ یہان نقل کیا ہے بلا حجاب اسمین پایا۔ یہ سبھی رسائل انکے رد مین ہین جو خلاف بیان مذکور کو غزالی کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنی ہوائی نفسانی مین انکی موافقت کا مدعی ہین۔ اور اس حشر جسمانی کا قائل ہونا اس غزالی سے ایسا مشہور ہے کہ اسکو چھوٹے بڑے علما پہچانتے ہین۔ اگرچہ عوام پر یہ مخفی ہے۔ اور انکا کچھ اعتبار بھی نہین ہے وہ تو جانوروں کیطرح ہین

علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین

وما وقع فی السنۃ بعض العوام انہ ینکر
حشر الاجساد فہو افتراء علیہ کیف وقد
صرح بذلک فی مواضع من کتاب الاحیاء
وغیرہ وذہب الی ان انکارہ کفر
واما العالم الشیرجی فکتب کثیرا شرح قالہ انہ
ظاہر لا یحتاج الی زیادۃ بیان
ہدایۃ الحکمۃ
قال الصدر الشیرازی فی خاتمۃ شرح
ذکر الشیخ الغزالی فی بعض مصنفاتہ
بقولہ ان اللذات المحسوسۃ الموعودۃ
فی الجنۃ من اکل وشرب ونکاح یجب التصدیق
بہا کما تکلمنا واللذات کما تقدم حسیۃ
وخیالیۃ وعقلیۃ اما الحسی فلا یخفی
معناہ وامکانہ فی ذلک العالم کامکانہ
فی ہذا العالم فانہ بعد رد الروح
الی البدن - وقیام البرہ علی امکانہ

جو زبان زد عوام ہو رہا ہے کہ امام غزالی حشر اجساد کے
منکر ہین - یہ افترا ہتہان ہے - وہ تو کئی جگہ احیا مین
حشر اجساد پر تصریح کر چکے ہین - اور اس سے انکار
کو کفر خیال کرتے ہین - اسکو بہت تفصیل سے بیان
نہین کیئے تو اسکی وجہ خود فرما گئے ہین کہ وہ حشر جسمانی
ایسا ظاہر ہے کہ بہت بیان کا محتاج نہین

صدر الدین شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت کے خاتمہ مین کہا ہے کہ شیخ غزالی نے اپنی بعض کتب
مین ہا بین لفظ ذکر کیا ہے کہ لذات محسوسہ جنکی بہشت
مین ہونیکا ہمکو وعدہ دیا گیا ہے - جیسے کھانا پینا
جماع کرنا - الخ ہمکو مان لینا واجب ہے - اسلیئے کہ انکا ہونا
ممکن ہے - اور لذات (چنانچہ پہلے ذکر ہوا) تین
قسم ہین حسی - خیالی - عقلی حسی کے معنے ظاہر
ہین (یعنے جو واقع مین ہوا اور آنکھ سے نظر آوے)
اور انکا اُس عالم مین ہو سکنا ایسا ہی جیسا اس
عالم مین ہے وہان ان لذات کا وجود ہوگا تو روح
کے بدن کیطرف پھر آنیکے بعد ہوگا اور اسکی امکان
پر دلیل قائم ہو چکی ہے

واما الکلام فی ان بعض ہذہ اللذات
مما لا یرغب فیہا رغبۃ کاملۃ بعض
العقلاء کاللبن والاستبرق والطلح

رہا یہ **اعتراض** کہ ان لذات مین (جو قرآن
مین مذکور ہین) بعضی ایسی لذتین ہین جنکی طرف
عقلاء کی پوری رغبت نہین - جیسے دودھ -

المنضود والسدر المخضود فان هذا
خوطب به جماعة تعظم ذلك في
اعينهم ويشتهونه غاية الشهوة و
لكل احد في الجنة ما يشتهيه كما قال
ولكم فيها ما تشتهي انفسكم
ولكم فيها ما تدعون

ثم بين الخيال والعقلي على وجه يصلح
الحسي بل يؤيدها ويوافقه وذلك
لافهام المستعدين لافهام
الممكن بين المرسلين - كما تقدم

رشمین کپڑا - کیلا - بیری کا درخت (یعنے پھر انکا
ذکر کیون ہوا تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ) ان چیزونکے
بیان سے وہ لوگ مخاطب ہین جنکی نگاہ مین ان
چیزونکی بڑی عظمت ہے - اور انکی پوری خواہش
اور بہشت مین ہر ایک کے لئے وہی ہے جو چاہے
چنانچہ حقتعالے نے فرمایا ہے - تمہارے لیئے ان
باغون مین وہی ہے جو تم چاہو اور طلب کرو

پھر صدر این امام غزالی سے لذات خیالی عقلی کا ایسا
بیان ہے جو وجود لذات حسی کا مخالف نہین -
بلکہ مؤید و موافق ہے - سو بھی اُن لوگونکے سمجھانے
اور ساکت کرنیکو جو وجود لذات حسی کو وہان بعید جانتے
ہین اور بیان انبیاء کو اسباب مین نہین مانتے -

وجهه

اس تفصیل بادلیل سے ثابت ہوا کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر نہین - اور نہ بہشت و دوزخ
کی نعیم و آلام جسمانی سے انکاری ہین - اس زمانہ کے **نیچری مسلمان** اپنے باطل خیالات مین
امام غزالی کو ناحق اپنے ساتھ ملاتے ہین اور عوام مسلمانونکو یہ بات جتلاتے ہین کہ امام غزالی جیسے
حقائق آگاہ ہمارے خیالات مین شریک ہین تو یہ خیالات خلاف ملت اسلام کیونکر ہو سکتے ہین -
اور سبحات کا کذب ہونا جیسا بیان مذکور سے عیان ہے مستغنی از بیان ہے اور آفتاب نیمروز کیطرح
یہ امر نمایان ہے کہ ایسے باطل خیالات ہین بجز فلاسفہ وغیرہ کفار کے کوئی اُنکا مقتدی و میر سامان
نہین ہے - یہ ہمنے چند تمثیلات اختلاف کو ذکر کیا ہے - اسیطرح اور ہزارہا اختلاف ہین جنکی تفصیل
اس محل ہین اجنبی ہے جسقدر بیان یہان ہوا یہ بھی **حضرات احمدیہ** کی خاطر سے - اور
اُنکی جانب سے وقوع انکار کے خوف سے ورنہ یہ رسالہ ایسی ردی و باطل مذاہب کی نقل کرنیکا محل

نہ تہا - ناظرین ہمکو اس نقل و تفصیل مین معذور سمجہین - اور ان مذاہب باطلہ کے ابطال سے تعرض نکرنیکی بہی یہی وجہ خیال کرین کہ وہ تفصیل و بحث اسمقام مین اجنبی ہے -

مطلب کی بات جو اسمقام سے علاقہ رکہتی ہے فقط اسیقدر ہے کہ حکماء **فلاسفہ** جنکو آپ قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین نظام عالم و حقائق و صفات موجودات مین (جسکو آپ نیچر یا قانون قدرت سے تعبیر کرتے ہین) اسقدر اختلاف رکہتے ہین کہ وہ اختلاف عامہ جہلاء کے خیالات و مقالات مین متحقق نہین ہین اگر قانون قدرت کوئی مشخص و مقرر ہوتا اور اُسکا وجود کہین خارج از عقل پایا جاتا تو اس قانون کے ناظرین مطلعین مین اسقدر اختلاف واقع نہوتا

اُنکے اختلاف سے یقین کیا جا سکتا ہے کہ قانون قدرت کی آجتک کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی - اور اسکی حالت موجودہ ایسی نہین جسکے تحصیل و تقریر مین عقل کا دخل نہو - اور اسکے تصرف و دخل سے بازی کی وہان گنجائش نہو

اس بیان سے ہماری دوسری بات (جسکا ذکر صفحہ (۸) سے شروع ہے) ثابت کو پہنچی اور پہلی بات (یعنے عقل کی خطاکاری و غداری) آپنے خود مانی ہوئی ہے

اب آپ ہی **انصاف** سے فرماوین کہ ان دو باتون کے ہوتے عقل انسانی اس داروغائی کا کب منصب رکہتی ہے اور اپنے ہادی کی تعلیم کی ممتحن کلی کسطرح ہوسکتی ہے کہ جس امر یا صیغہ پر وہ صاد کرے وہ پاس سمجہا جاوے اور جسپر اسکا صاد نہو وہ فیل قرار پاوے

کیا اس فیصلہ و امتحان مین وہ اپنی قدرتی و جبلی خطا مین (جسکا نیچر عقل مین داخل ہونا آپ مان چکے ہین) کہین نہ پڑیگی ؟ اور اس داروغائی کی کارگذاری مین **مسٹر بکل** کی بات (جو صفحہ (۷۷) و (۸۰) مین گذری ہے) کہین صادق نہ آوے گی ؟

شائد آپ یا آپکے اصحاب و احباب مین سوچے یہ بات فرماوین کہ ہمنے اس ہادی کا ممتحن عقل کو نہین ٹہیرایا بلکہ قانون قدرت اور اُسکی موافقت و مطابقت کو ممتحن قرار دیا ہے یا اس مطلب کو یون ادا کرین کہ عقل کو ممتحن بنایا بہی ہے تو اسکی ذاتی و قدرتی قوت پر